افکارِ احرار

احرارِ جگر دار

''احرار ساتھیو! نشاۃِ ثانیہ کے بانیو، وفادارو، حق کے پرستارو، تمہاری کیا ہی بات ہے۔ محمد (ﷺ) کے شیدائیو، شمع ختم نبوت کے پروانو، تحریکِ ختم نبوت کے دیوانو، سرمستو، تمہاری نرالی شان ہے، تمہیں بہت سے مذہبی بہروپیوں نے ورغلایا کہ اِس دور میں احرار کی کوئی ضرورت نہیں، شاہ جی احرار ختم کر گئے تھے اور شاہ جی چند وعظ فروشوں کو منڈی کا بھاؤ چکانے کے لیے چھوڑ گئے ہیں اور بس! تم کہاں بھٹکتے رہو گے، مارے مارے پھرو گے، تمہیں کوئی پوچھنے والا نہ ہوگا۔ کچھ تقدس مآب تم سے روٹھ گئے تو اللہ بھی تم سے روٹھ جائے گا۔ کیونکہ ان کے اللہ سے بڑے اندرونی وخصوصی مراسم ہیں باطنی گٹھ جوڑ ہے۔ کچھ رندوں نے انیسؔ کی زبان، غزل کے لہجہ اور عشوہ وغمزہ وادا میں تم سے سرگوشیاں کیں:

انیسؔ دم کا بھروسہ نہیں ٹھہر جاؤ
چراغ لے کے کہاں سامنے ہوا کے چلے

مگر تم ایسے کوہِ استقامت وعزیمت نکلے کہ تمہارے پائے استقلال میں لرزش نہ آئی اور تمہارے فکرِ مستقیم سے لغزش نہ ہوئی۔ واہ واہ! صد ہزار آفرین تمہاری وفاؤں کے! تم نے ان مذہبی بہروپیوں، خود ساختہ تقدس مآبوں، مذہبی طبقہ واریت کے نوابوں، ٹوڈیوں، ڈیرے داروں اور ان کے ڈشکروں مذہبی کمیشن ایجنٹوں کو ایک ہی جواب دیا:

یہ تو نے کیا کہا واعظ نہ جانا کوئے جاناں میں
ہمیں تو رہروؤں کی ٹھوکریں کھانا مگر جانا

اور میں کہتا ہوں جو احرار کا وفادار نہیں، وہ ہمارا کچھ نہیں لگتا۔ وہ کوئی بھی ہو اور کہیں بھی ہو، ہمارے نزدیک وہ کاغذی پیراہن ہے۔ وفا کے روپ میں بے وفائی کا بہن ہے۔

احرارِ جگر دار! میں تمہیں سلام کہتا ہوں، تمہاری وفاؤں کو سلام کرتا ہوں اور تمہاری اداؤں سے پیار کرتا ہوں۔''

ابن امیر شریعت سید عطاء المحسن بخاری رحمتہ اللہ علیہ

اپریل ۱۹۸۸ء۔ ملتان